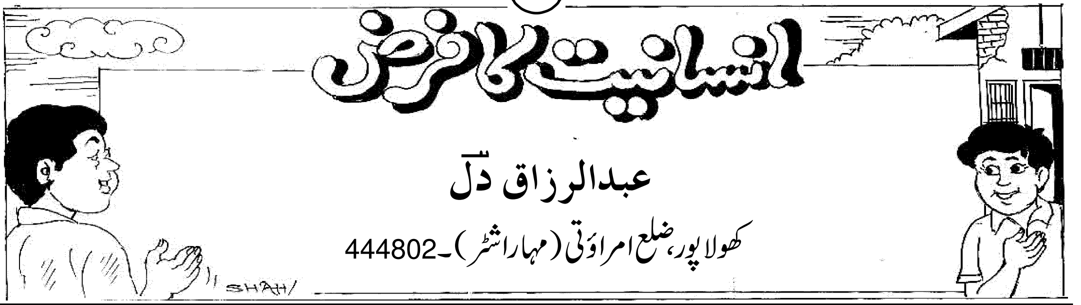

انسانیت کا فرض

عبدالرزاق دلؔ

کھولا پور، ضلع امراوتی (مہاراشٹر)۔444802

جاوید اپنے والدین کا اکلوتا لاڈلا بیٹا بڑے ہی ناز و نعم سے پرورش پا رہا تھا۔ کالج سے آ کر چند رئیس زادوں کے ساتھ اس کا وقت گزرتا، والدین کی طرف سے بھی اسے کافی چھوٹ حاصل تھی۔ کالج کے اوقات کے بعد اُسے جو بھی وقت ملتا وہ اپنی نئی کار لیے سیر سپاٹے میں مصروف ہو جاتا۔

جاوید کے پڑوس میں ایک غریب مزدور کا خاندان رہائش پذیر تھا۔ شام ۶ بجے اس نے اپنی کار نکالی۔ بارش کا موسم اور اس پر دعوتِ نظارہ دیتی ہوئی زمین کی شادابی نے اسے گھومنے پر اُکسایا۔ وہ سوچنے لگا کیوں نہ نئی کار میں گھوم کر اس موسم کا لطف اُٹھایا جائے۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے ہم مزاج دوستوں کو فون لگائے، لیکن وہ نہ آسکے تو جاوید نے پڑوس میں رہنے والے مزدور کے لڑکے اسلم کو اپنے ساتھ گھومنے کی دعوت دی۔ اسلم خوش مزاج، کم گو لڑکا اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے سوچا پڑوسی پڑوسی کے کام نہ آئے تو پھر وہ پڑوسی ہی کس کام کا۔

دونوں کار میں سوار ایک شاہراہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ سڑک پر اکّا دُکّا راہگیر آتے جاتے کار کے شیشوں سے نظر آ رہے تھے۔ پانی قدرت کا بیش بہا عطیہ سیاہ ابر کے ٹکڑوں سے موتیوں کی شکل میں گرتا ہوا فضا میں خنکی کیے ہوئے تھا۔ جاوید نہ جانے کس خیال میں گم تھا کہ اسلم نے سکوت توڑا اور کہنے لگا۔ ”جاوید کس خیال میں گم ہو دیکھو تو سہی موسمِ برسات آدھا گزر چکا ہے اور خدا کے فضل سے آج زمین اپنی پیاس بجھانے میں کامیاب ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ کاش درختوں کی کٹائی نہ ہو اور زمین یونہی سیراب ہوتی رہے۔ جاوید نے اسلم کی بات سن کر گردن ہلا دی جیسے اسلم صحیح کہہ رہا ہو۔ تقریب ایک گھنٹہ جاوید کار اِدھر اُدھر دوڑاتا رہا۔ شام کی چادر دراز ہونے لگی۔ دھندلکوں نے ڈیرہ جمانا شروع کر دیا۔ سڑک کے بازو بجلی کے پول پر فیوز شدہ قمقمہ نہ جانے کب سے اپنی روشنی کھو چکا تھا۔ ایسے میں جاوید نے اسلم سے کچھ کہنے کے لیے نظریں سڑک سے ہٹائی ہی تھیں کہ ایک سائیکل سوار سے کار ٹکرائی گئی۔ جاوید اس حادثہ کو نظر انداز کر کے کار آگے بڑھانے ہی والا تھا کہ اسلم نے اسے ایسا کرنے سے روکنا چاہا۔ بڑی مشکل سے جاوید کڑواہٹ سا رخ بنا کر کار کو بریک لگانے پر مجبور ہو گیا اور ساتھ ہی اسلم کو ترش رو انداز میں

دیکھنے لگا۔

سائیکل سوار زخمی حالت میں دونوں پر شیر کی طرح دہاڑ رہا تھا۔ سائیکل اپنی اصلی شکل گنوا چکی تھی۔ جاوید اسلم کو غصّے سے گھورنے لگا۔ کیوں کہ سائیکل سوار آئی۔ جی آفس کا پیون تھا جو ڈیوٹی کے بعد گھر جا رہا تھا اور اوپر جانے سے بال بال بچ گیا تھا۔

تھوڑی دور پر ہی پولیس اسٹیشن تھا جس میں دونوں کی پیشی ہو چکی تھی۔ تھانیدار نے گرجدار آواز میں کہا: ''کیوں رے لڑکے کیا تیری کار لوگوں کی زندگی سے بھی زیادہ قیمتی ہے؟ میجر ان دونوں کو اندر کردو۔'' انسپکٹر صاحب نے معاملے کی تفصیل جانتے ہوئے حکم صادر کر دیا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد انسپکٹر نے تھوڑے نرم لہجے میں کہا: ''کیا کرتے ہو تم دونوں؟'' اسلم نے اپنے اور جاوید کے متعلق تفصیل وار بیان دیا۔ زخمی ملازم سے رپورٹ درج کروانے کے لیے کہا گیا، لیکن وہ نہ جانے کیوں دونوں کو معاف کرنے جیسے انداز میں صاحب سے گفت وشنید پر اُتر آیا۔ وہ بولا: ''صاحب آج کے دور میں اپنی چوک کو کون چوک سمجھتا ہے اور ایسے نوجوان تو آٹے میں نمک کے برابر ہی ملتے ہیں اور پھر اوپر والے نے میری جان بچا دی ہے۔ انھوں نے مجھ پر رحم کیا کیوں نہ میں بھی انھیں معاف کر دوں۔ رات کے اندھیرے میں یہ مجھے بے سہارا چھوڑ کر فرار بھی ہو سکتے تھے۔'' صاحب نے ایک گہری سانس لی اور کہا: ''ان دونوں نے غلطی تو کی، لیکن انسانیت کا فرض نبھایا ہے۔ تھانیدار کے کہنے پر دوسرے روز جاوید نے پیون کو نئی سائیکل خرید کر دی اور اسلم کو ہمیشہ کے لیے اپنا دوست بنا لیا۔

OO

ہمارے نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچریز

از: ریحان احمد عباسی

سیر و سیاحت، بالخصوص جنگلات اور جنگلی جانوروں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک بہترین تحفہ۔ ایک ایسی کتاب جس سے ہندوستان کی ۲۸ ریاستوں میں موجود جنگلی جانوروں کی ۱۳۵ تحفظ گاہوں کی بھرپور معلومات تو حاصل ہوتی ہی ہے، ضمناً پورے ملک کے جغرافیائی حالات کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ ایک ایسی نادر کتاب جس سے بچوں کے ساتھ ساتھ بڑے بھی یکساں مستفید اور لطف اندوز ہو سکیں گے۔

تصاویر سے مزین ۱۳۲ صفحات— قیمت: ۵۰ روپے

ناشر اردو اکادمی، دہلی